السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مقام پرپہلے عیدگاہ تھی ،اب اس کے متصل ہی نئی عیدگاہ بن گئی ہے اوراس میں عیدین کی نماز ہورہی ہے ۔ پرانی عیدگاہ اب گندگی وغلاظت کاڈھیر بن گئی ہے ،اورنازیبا حرکات کےلیے استعمال کی جانے لگی ہے ۔ پرانی عیدگاہ کے منتظمین اس جگہ دینی مدرسہ قائم کرناچاہتے ہیں ۔کیااس پرانی عیدگاہ اوراس سے متصل عیدگاہ موقوفہ زمین پر مسجد ،مدرسہ ، دارالاقامہ اور تعلیمی وتدریسی ضروریات پوری کرنے کےلیے کرایہ کی دوکانوں کا بنانا جائز ہے ؟ کیا مجلس انظامیہ جووقف بورڈسے منظورشدہ ہے اورجس کے انتظام میں یہ پرانی عیدگاہ ہے ،مدرسہ کے قیام اوراس کےلیے ضروری تعمیرات کاحق رکھیتی ہے ؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب سے سرفرازفرمائیں ۔ السائل : مرزاماجدبیگ علی گڑھ

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نئی عیدگاہ بن جانے کے پرانی عیدگاہ جوبالکلیہ متروک ہوچکی ہے اوروہاں گندگی وغلاظت اورنازیبا حرکات ہونے لگی ہیں ،اس کے چوترہ پرجہاں عیدین کی نماز ہواکرتی تھی مسجد کرنا ، اوراس چبوترا کےتین جانب جوعیدگاہ کی موقوفہ زمین ایک حصہ ہےاس میں مدرسہ کا اورطلبہ کےلیے دارالاقامہ کا، نیزمدرسہ کےلیے کتب خانہ ودیگر ضروری عمارات کا بنوانا بلاشبہ شرعا جائزاوردرست ہے ،پرانی عیدگاہ کی منتظمہ کمیٹی جووقف بورڈکی طرف سے منظورہ شدہ اور اس کی مقرر کردہ ہے ، اس کوپرانی عیدگاہ کی موقوفہ زمین میں مذکورہ تعمرات کاپوراحق ہے ، البتہ وہاں پرکرایہ کی دوکانوں کا تعمیر کرانا اورکرایہ پراٹھانا مناسب اورخلاف مصلحت ہے ،کسی بھی درسگاہ کے تعمیرات کاپوراحق ہے ،البتہ وہاں پرکرایہ کی دوکانوں کاتعمیر کرانااورکرایہ پراٹھانانامناسب اورخلاف مصلحت ہے ،کسی بھی درسکاہ کے قریب ہوٹل اوردوکانوں کاہونااس کاطلبہ پراچھااثر نہیں پڑتا ،مدرسہ کوعام آدمی بالخصوس بازاراورہوٹل وغیرہ الگ کچھ دورہوناچاہیے ، تجربہ اورمشاہدہ سے یہی ثابت ہے ۔

پرانی عیدگاہ کی زمین پرمذکورہ تصرفات کے جواز کےلیے درج ذیل عبارات بغورملاحظہ کی جائیں :

''إن الوقف إذاخرب وتعلطلت منافعه ،كدارانهدمت أوأرض خربت ،وعادت مواتا ،ولم تمكن عمارتها ،أومسجداانتقل أهل القرية عنه ، وصارفى موضع لايصلى فيه ،أوضاق بأهله ،ولم يمكن توسيعه فى موضعه ،أوتشعب جميعه فلم تمكن عمارته ولاعمارة بعضه ،إلابيع بعضه ،جاز بيع بعضه لتعمربه بقيته ،وإن لم يمكن الانتقاع بشى منه ، بيع جميعه ،قال أحمد (بن حنبل ) فى رواية صالح :يحول السجدخوفامن الصوص ، وإذاكان موضعه قذرا ،قال القاضى : يعنى إذاكان ذلك يمنع (من الصلاة فيه ، ونص على جواز بيع عرصته فى رواية عبداله (بن احمد ),

قال أبوبكر : وبالقول الأول أقول ،لإجماعهم على جواز بيع الفرص الحيس ،يعنى : الموقوفة على الغزو ،إذاكبرت فلم تصلح للغزو ،وأمكن الانتقاع بهافى شئ آخر ، مثل أن تدورفى الرحى ،أويحمل عليهاتراب ،أوتكون الرغبة فى نتاجها ،أوحصانا يتخذللطراق فانه يجوز بيعها ويشترى بثمنها مايصلح للغزو ، نص عليه أحمد.

قال ابن قدامة "يدل على ماقال أحمدماروى أن عمررضى الله عنه كتب إلى سعد ،لمابلغه أنه قد نقب بيت المال الذى بالكوفة ، انقل المسجدالذى بالتمارين ، واجعل بيت المال فى قبلةالمسجد ،فإنه لن يزال فى المسجد مصل ، وكان هذابمشهد من الصحابة ولم يظهر خلافة ،فكان إجماعا ، ولأن فيماذكرناه استبقاء الوقف بمعناه عند تعذرابقائه بصورته ، فوجب ذلك ،، . (المعنى الابن قدامة 8/231-222 باختصار وتصرف يسير

ابن قدامہ مقدسی کومذکورہ عبارت سے معلوم ہوتاہے کہ امام احمداورحنابلہ کے نزدیک مسجد کا، یاکسی بھی موقوفہ زمین کاان کی بیان کردہ صورتوں میں فروخت کرنا، اورحاصل شدہ قیمت کابدل کے طورپرکسی دوسرے دینی کام میں صرف کرنا، حضرت عمر کے فرمان کی روشنی میں جائزاوردرست ہے ، توسوال میں مذکورپرانی عیدگاہ کی زمین پرمسجد اوردینی مدرسہ کابنانا اورمدرسہ کی ضروریات کےلیے مطلوبہ عمارات کا بنوانا بدرجہ اولی جائز ہوگا ۔ خلافا لمالک والشافعى ومحمدبن الحسن ، والراجع عندنا قول الامام احمدرحمه الله.هذاماظهرلى والعلم عندالله.

(املاہ عبیداللہ الرحمانی المبارکفوری 1410/1/4ھ/1990/27م (سہ ماہی افکارعالیہ مؤناتھ بھنجن ج : 4، ش : 4 رمضان تاذی القعدہ 1428ھ اکبوبرتادسمبر 2007ء

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1